حضرت آسی کا آئینۂ معرفت

یٰسین اختر مصباحی
دارالقلم، دہلی

کہاں گلشن کہاں روئے محمد　　کہاں سُنبل کہاں موئے محمد
ہے عالَم آہن و آہن رُ. کا　　کھنچا جا‍ ہے دل سوئے محمد
نہ چھانی مُشتِ خاک اپنی کسی نے　　ہے دل ہی میں رہِ کوئے محمد
ہے کیا رحم و کرم بندوں پہ اپنے　　٠ ا سے ملتی ہے خوئے محمد
دلِ صد چاک میں مانندِ شانہ　　رچی ہے بوئے گیسوئے محمد
دَمِ جاں بخش اعجازِ مسیحا　　نسیمِ گلشنِ کوئے محمد

حیاتِ جاوداں پ‍ ہے آسی
قتیلِ تیغِ ا. وئے محمد

عالمِ شریعت، واقفِ طر ،غوّاصِ بحرِ معرفت، شاعرِ حقیقت، صوفیِ صادق و کامل

حضرت مولا٠ شاہ عبدالعلیم، رشیدی، آسی، غازی پوری

(ولادت: ۱۹/شعبان المعظم ۱۲۵۰ھ۔ وصال: ۲/جمادیٰ الاولیٰ ۱۳۳۵ھ/۲/فروری ۱۹۱۷ء)

اُن پ ک. زہستیوں میں ہیں جو فخرِ خا٠ ان ہی نہیں بلکہ٠ زشِ قوم و مِلّت ہوا کرتی ہیں۔ جن کے سوزِ دروں، ٠لۂ شی اور آ وؤں کے چمکتے ہوئے قطرات کی یہ قدر و قیمت ہوا کرتی ہے کہ:

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے َ ے تھے جو مرے عرقِ اِنفعال کے
(اقبال)

حضرت آسی کا مَسقَطِ رأس اور وطنِ مالوف، سکندر پور (موجودہ ضلع بلیا۔ ا پ دیش، ا ی) ہے۔ اسی لئے آپ کو آسی، سکندر پوری بھی کہا اور لکھا جا ہے۔ بعد میں آپ، غازی پور (ا پ دیش، ا ی) میں رہائش پ ہور ہوئے، جہاں، محلّہ نور الدین میں آپ کا مدفن و مزارِ پ ک ہے، اس کی نسبت سے آپ کو، آسی غازی پوری کہا اور لکھا جانے لگا۔

حضرت مولا سید شاہد علی، سبز پوش، فانی، گورکھ پوری (وصال ۱۳۷۱ھ) خلیفہ و جانشینِ حضرت آسی، غازی پوری، آپ کے وطن مالوف، سکندر پور سے متعلق

ا شعر کا ذکر، اس طرح فرماتے ہیں:

''صحرائے ختن کی مشک بوئی کی تعریف تمام شُعَرا نے کی ہے۔

صحرا کی مشک بوئی، محض خیالی ہے۔ اس لئے ، مشک، غزال کے فے میں رہتا ہے، خوشبو، ہر نہیں پھیلتی۔

حضرت (آسی) نے صحرائے سکندر پور کی تعریف، جس خوبی سے کی ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

سکندر پور کے اَطراف میں گلاب، جوہی، چنبیلی اور بیلے کی کا ہوتی ہے

اور در ئے گھا ابھی قر ہے۔ حضرت کا شعر، حظہ ہو:

پ توِ عارض ہے در نور کا
زلف صحرا ہے سکندر پور کا

(**حضرت آسی ! احوال و کوائف**۔ مشمولہ: **عین المعارف** (دیوانِ آسی)

مطبوعہ: شاہ عبد العلیم آسی فاؤ، نئی دہلی۔ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ/جنوری ۲۰۱۷ء)

حضرت آسی، غازی پوری کی ابتدائی تعلیم و ، حضرت مولا شاہ غلام معین الدین رشیدی، سجادہ نشیں، خا ہِ رشیدیہ، جون پور کی آغوشِ شفقت میں ہوئی اور بیعت و اِرادت کا شرف بھی انھیں سے حاصل ہے۔ حضرت مولا غلام معین الدین، رشیدی

حضرت آسی کے والد ما ، شیخ قنبر حسین، رشیدی کے پیر بھائی تھے۔

یہ رشیدی سلسلہ، منسوب ہے، حضرت دیوان جی، محمد رشید، عثمانی، جون پوری

(وصال ۹/رمضان ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء) کی طرف، جو، امام المحدِّثین، شیخ عبد الحق، محدِّث

دہلوی (وصال ربیع الاول ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) کے معاصر جلیل القدر عالمِ دین و مرشدِ کامل تھے۔

ابوالحسنات، مولانا محمد عبدالحیٔ، فرنگی محلی لکھنوی (متوفی ربیع الاول ۱۳۰۴ھ/دسمبر ۱۸۸۶ء) کے والدِ گرامی، حضرت علاّمہ عبدالحلیم، فرنگی محلی (متوفی شعبان ۱۲۸۵ھ/دسمبر ۱۸۶۸ء) سے حضرت آسی نے مدرسہ حنفیہ، جون پور میں کتبِ منقول و معقول کی تکمیل فرمائی۔

آگے کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت فانی، گورکھ پوری، تحریر فرماتے ہیں:

''۔ مدرسہ حنفیہ، جون پور سے مولوی عبدالحلیم صاحب لکھنؤ چلے گئے اور ان کی جگہ پر حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب (فرنگی محلی) تشریف لائے

تو حضرت (آسی) ہدایہ پڑھنے کے لئے مفتی صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ:

فقیر کا معمول ''شمسِ بازغہ'' کے بعد، ہدایہ پڑھانے کا ہے۔

حضرت (آسی) نے فرمایا کہ میں ''شمسِ بازغہ'' پڑھ چکا ہوں۔

مفتی صاحب، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نے مثلِ عام شاگردوں کے پڑھانا چاہا۔

حضرت نے فرمایا کہ میں تین سطروں کا مطالعہ کر کے آیا ہوں۔ میں نے جو بحثیں ان تین سطروں میں پیدا کی ہیں ان کو سن لیجیے۔ حضرت نے تین گھنٹے ان تین سطروں پر تقریر کی۔

مفتی صاحب، دم بخود سنتے رہے۔ حضرت، تقریر کر چکے تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ:

میں آپ کی ذہانت کی تعریف، مولوی عبدالحلیم صاحب سے سن چکا ہوں۔

مجھے ایسے شاگرد کی تلاش تھی تو کوئی نہیں ملا۔ اب ضعیف ہو چکا ہوں۔

آپ کے پڑھانے کے لائق نہیں رہا۔ اور آپ کو اس کی حاجت بھی نہیں۔

خود کتاب دیکھ جایئے اور دوسروں کو پڑھایئے۔ اگر کہیں کوئی شبہ، واقع ہو، تو پوچھ لیجیے گا۔

حضرت (آسی) کی قوتِ حافظہ کا یہ عالَم تھا کہ:

جو کتاب ایک مرتبہ پڑھ جاتے، حفظ ہو جاتی۔ (حوالۂ مذکورہ)

حضرت آسی، غازی پوری کے برادرِ عم زاد، حضرت مولانا وکیل احمد، سکندر پوری ثُمَّ حیدر آبادی (وصال ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) اکابر علمائے اہلِ سنّت میں تھے۔

محقق و مصنف تھے، اکا۔ علماے اہلِ سنّت، بالخصوص، امامِ اہلِ سنّت، حضرت مولا۔
الشّاہ محمد احمد رضا، حنفی، قادری، ۔ کاتی، ۔ ی (وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) سے
آپ کے خصوصی تعلقات تھے۔

حضرت مولا۔ وکیل احمد اور حضرت آسی، یہ دونوں بھائی
حضرت مولا۔ عبد الحلیم، فرنگی محلی، لکھنوی کے ارشد تلامذہ میں ہیں۔

حضرت مولا۔ وکیل احمد کی کتب و رسائل کی تعداد، ای سو (۱۰۰) سے متجاوز ہے۔

آپ کے تعارف و ۔ کرہ میں حکیم عبد الحیٔ، رائے۔ ی (متوفی ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء) لکھتے ہیں:

كَانَ مُفرطَ الذَّكاءِ، سَرِيعَ الْإِدْرَاكِ، قَوِيَّ الْحَافِظَةِ، شديدَ الرَّغبةِ اِلىٰ الْمباحثةِ
كثيرَ النَّكيرِ عَلىٰ اَهْلِ الْحديثِ وَعَلىٰ الْفِئَةِ الصَّالِحةِ مِنْ اَصْحَابِ سيدِنا الْإمامِ
الشَّهيدِ السيد احمد بن عرفان الحسنى، صاحبَ التَّصانيفِ۔ اِلىٰ آخِرِہٖ۔

(ص۱۴۰۰۔ نُزْهَةُ الْخَوَاطِرِ۔ جلدِ ثامن۔ دارُ ابنِ حَزم۔ بیروت)

اور فنِ شاعری میں حضرت شاہ غلام اعظم، افضل، الہ آ۔ دی
سجادہ نشین، دا۔ ہ شاہ اجمل، الہ آ۔ د کی شا۔ دی، اختیاری کی۔

دا۔ ہ شاہ اجمل، الہ آ۔ د کے ای رکن، مولا۔ سید محمد افضل اجملی
جو آج سے تقریباً چالیس سال پہلے، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں ز۔ تعلیم تھے
اور بعد میں دا۔ ہ شاہ اجمل کے سجادہ نشین بھی ہوئے، انھوں نے اپنے زمانۂ طا۔ علمی میں
مجھ سے حضرت افضل، الہ آ۔ دی کا ای واقعہ بیان کیا کہ:

حضرت افضل، الہ آ۔ دی، ای۔ ر، جون پور تشریف لے گئے اور ار۔ بِ ذوق کی طرف سے
ای محفلِ مشاعرہ کا اِہتمام ہوا۔ بعض حضرات اِس مشاعرہ کے ذریعہ حضرت افضل کے
کمالِ شاعری کا امتحان ۔ چاہتے تھے، جس کی اطلاع کسی طرح آپ کو بھی ہوگئی۔

اسی وقت آپ نے ای غزل کہی جس کا ای شعر یہ ہے۔

احباب مستعد ہیں مرے امتحان پ
پہنچے گی اِس غزل کی زمیں آسمان پ

حضرت آسی، غازی پوری کا نعتیہ و عارفانہ کلام پڑھنے اور آپ کی مقدس شخصیت کے مطالعہ کی صحیح معنوں میں اب مجھے خاطر خواہ توفیق نہیں مل سکی ہے۔

، زمانۂ طلب علمی ہی سے مجھے آپ کے کلام سے کچھ نہ کچھ آشنائی و شناسائی اور رغبت ضرور رہی ہے۔ جس کا نقش اور تصور وتا ، لوحِ دل پہ اِس طرح، مرتسم ہے کہ:

اردو ز ن و ادب میں حضرت آسی، غازی پوری کی عارفانہ شاعری، اپنی مثال آپ ہے۔

و ظر و منظور ، نہ . . ای ہوئے
کیا روزِ قیامت میں امت کے سوا

OOO

خبر جو محشر میں بھیڑ کی ہے، وہ حسرتوں کا ہجوم ہوگا
وہ داغ ہوگا کسی کے دل کا جو چمکے گا آفتاب ہوکر

OOO

تب دیار جو لائے مجھے وہ دل دینا
منہ قیامت میں دکھا کے قابل دینا

OOO

وہ کاش اتنا قیامت میں تو پوچھیں
کہاں ہے آسیِ بے دل ہمارا

OOO

آج وہ ہیں مجمعِ احباب ہے
ای مہجور، آسیِ بے تب ہے

OOO

حشر میں منہ پھیر کر کہنا کسی کا ہائے ہائے
آسیِ گستاخ کا ہر جُرم، بخشیدہ ہے

OOO

اور کیا چاہتی ہے آرزوئے دل ان سے
کچھ نہیں حُسن کی سرکار میں حسرت کے سوا

ooo

استاذِ امی، بحرالعلوم، حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی (متوفی ۲۰۱۲ء) عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان کی تقریوں کے دَوران، خطبۂ مسنونہ کے بعد حضرت آسی کی یہ نعتِ مبارک اکثر کا اتفاق ہوا ہے، جسے آپ اپنے مخصوص از میں پڑھا کرتے تھے:

نہ میرے دل نہ جگر پ نہ دیۂ پ
کرم کرے وہ نِ قدم تو پتھر پ
تمھارے حسن کی تصویر کوئی کیا کھینچے
ٹھہرتی نہیں عارضِ منوّر پ
کسی نے لی رہِ کعبہ کوئی یِ سوئے دَیِ
پڑے رہے ے بندے ے در پ
ہ گار ہوں میں، واعظو! تمھیں کیا فکر؟
مرا معاملہ چھوڑو شفیعِ محشر پ
پلادے آج کہ مرتے ہیں رِ اے ساقی
ضرور کیا کہ یہ جلسہ ہو حوضِ کوثر پ
صلا یت بھی تو پیدا کر اے دلِ مضطر
پڑا ہے نقشِ کفِ پئے یر پتھر پ
اخیر وقت ہے آسی چلو مدینے کو
ر ہو کے مَرو بتِ پیمبر پ

بڑے ہی استغراق و محویت کے عالَم میں ر القلم، حضرت علّامہ ارشد القادری (متوفی ۲۰۰۲ء) عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان، حضرت آسی کا یہ کلام، کبھی کبھی پڑھا کرتے تھے:

رات ہے رات تو بس مردِ خوش اوقات کی رات

یہ شوق کی یہ ذوقِ مناجات کی رات
ہم گدایانِ درِ پیر ابت کی رات
ہے شبِ قدر سے دعوائے مساوات کی رات
یہ غم ہے کہ ساون کی جھڑی دمِ صبح
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے . سات کی رات
رات دن ہوتی ہے اللہ رے تیری قدرت
عید کا روز ہے یروں کی قات کی رات
شبِ دیجور ہے یہ ظلمتِ ایامِ فراق
کیا لکھی تھی مری تقدیر میں دن رات کی رات
پھر نہ سجدہ سے اُٹھے کر کے شبِ وصل کی قدر
کہ شبِ قدر تھی طاعات و عبادات کی رات
صبح ہوتی ہے کوئی دَم میں وہ آئے بھی تو کیا
نہ کسی کام کی رات اب نہ کسی .ت کی رات
پھر وہی طرفِ چمن ہو، وہی صحبت، وہی دَور
پھر وہی ہم ہوں، وہی تم، وہی . سات کی رات
اب تو پھولے نہ سما گے کفن میں آسی
ہے شبِ گور بھی اُس گل کی قات کی رات

حضرت علاّمہ ارشد القادری کے والد، شاہ عبد اللطیف، رشیدی، بلیاوی بھی اسی سلسلۂ رشیدیہ سے وابستہ تھے، اسی لئے انھوں نے اپنے .ڑے لڑکے کا . م **''غلام آسی''** اور آپ کا . م **''غلام رشید''** رکھا۔ یہی **غلام رشید** آگے چل کر **''ارشد القادری''** کے . م سے شہرۂ آفاق عالمِ دین ہوئے۔

نسبتِ رشیدی سے اپنے والد کی شیفتگی کا ذکر کرتے ہوئے کئی . ر علاّمہ ارشد القادری نے مجھ سے فرمایا کہ والد صا . اِس در کے ایسے وفادار عاشقِ زار تھے کہ:

انھیں صرف سلسلۂ رشیدیہ نہیں بلکہ شہر جون پور سے بھی اتنی عقیدت ومحبت پیدا ہوگئی تھی کہ
. . ان پ ای خاص کیفیت، طاری ہونے لگتی تو وہ دھنباد ر ے اسٹیشن (دھنباد، بہار میں علاّمہ کے والد رہا کرتے تھے۔ آ ئی وطن، ضلع بلیا، یوپی تھا۔ اسی موجودہ ضلع بلیا کے قصبہ سکندر پور میں حضرت آسی کی ولادت ہوئی تھی) کی طرف نکل جای کرتے اور گ ٹں وہاں کھڑے رہتے کہ:
جون پور کی طرف سے دھنباد کی طرف آنے والی ٹ ین کو دیکھ کر سکونِ قلب، حاصل کریں۔
اپنے مرکزِ عقیدت، شہر جون پور کی طرف سے . کوئی ٹ ین آتی
تو آپ کا وفورِ شوق وفرطِ عقیدت، دی نی ہوت تھا۔ ٹکٹکی لگا کر اس ٹ ین کو دیکھتے اور اُس وقت
ت اسے دیکھتے رہتے، . ت وہ اس اسٹیشن سے نکل کر آگے کی طرف ٗ ھتے ہوئے
وں سے پورے طور پ اوجھل نہیں ہو جاتی تھی۔
گو ی، جلوۂ محبوب اور تصورِ شیخ میں آپ، سرت پ غرق تھے۔
حضرت آسی، غازی پوری، علم وفضل کے لحاظ سے مقامِ بلند پہ فائ تھے۔ دین وشریعت کے حقائق ومعارف اور اَسرار ورُموز کے آپ شناور وواشناس تھے
محاسنِ اخلاق وکردار سے آراستہ ای پُرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ آپ، صاحبِ علم بھی تھے اور صاحبِ ذکر بھی، صاحبِ عقل بھی تھے اور صاحبِ دل بھی، صاحبِ قال بھی تھے اور صاحبِ حال بھی۔
حقیقت یہ ہے کہ آپ، شریعت وطر کے جامع عالم وفاضل
اور عارف وردمند صوفی تھے۔ آپ کی شاعری، حقیقی وارداتِ قلب کی ت جمان ہوا کرتی تھی۔
کلامِ آسی کا ای سرسری مطالعہ ہمیں اس حقیقت کا پتہ دیتا ہے کہ:
حضرت آسی صاحبِ معرفت شاعر تھے۔ آپ کے کلام میں سوز و ٹپ اور والہانہ پن ہے۔
رنگِ تصوف آپ کی شاعری میں حاوی وغا . ہے۔
آپ کے اشعار، وارفتگیِ قلب کے عکّاس وآئینہ دار ہیں۔ جس کا احساس وادراک خود آپ کو بھی تھا، جبھی تو ارشاد فرماتے ہیں ؎

شعر گوئی نہ سمجھنا کہ مرا کام ہے یہ
قالبِ شعر میں آسی، فقط اِلہام ہے یہ

آسیؔ مست کا کلام سنو
وعظ کیا پند کیا نصیحت کیا

آپ اِس جہانِ رَ وبو اور جلوہ گاہِ ہستی میں جو کچھ دیکھتے ہیں اور ھر نگاہ اٹھاتے ہیں اُدھر آپ کو معرفتِ کردگار کا دفترِ بے پیں اور کثرت میں آپ کو وحدت کی تجلیات، آتیں۔ اسی لئے آپ اس جلوہٴ رنگارَ کی عکاّسی کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

وحدت جسے کہتے ہیں وہ کثرت ہے کثرت جسے کہتے ہیں وہی وحدت ہے
واصل ہے نہ موصول نہ گنجائشِ وصل محفل ہے نہ خلوت ہے عجب صحبت ہے

ooo

فراق و وصل کے جھگڑے میں ڈالا مجھ کو ظالم نے
غبارِ ہستیِ وہمی جو مٹ جائے تو اچھا ہو

وہ کیا ہے ا جس میں جلوا نہیں ہے
نہ دیکھے تجھے کوئی ا ھا نہیں ہے

عینِ معنی ہے وہ دل عاشقِ معنی جو ہوا
ہائے وہ لوگ جو دل دادہٴ صورت بھی نہیں

محبوبِ پ وردگار، وجہِ وجودِ عالَم و آدم، جنابِ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ مصطفائی و رعنائی و بر ئی کی لطافت و طہارت کا عکسِ جمیل بھی آپ کو اس خاکدانِ گیتی کے ا ر اس طرح آ ہے کہ سرشارِ دہٴ حبِّ ی ہو کر اسلامیانِ عالَم کو آپ یہ دعوتِ عام دیتے ہیں کہ:

جو شے تیری نگاہ سے گذرے درود پ ھ
ہر جُز و کُل ہے مظہرِ انوارِ مصطفیٰ

اور پھر، اس فیضانِ درود و لذتِ ذکر کا مآل بھی آپ اس طرح بتا دیتے ہیں کہ

ت ریکیِ لحد سے د ہلتے تھے عمر بھر
ہر گوشۂ لحد میں ہے انوارِ مصطفیٰ

حضرت آسی، غازی پوری کا ا یـ مشہور شعر ہے:

وہی جو مُستویِ عرش ہے ۰ ا ہو کر
اُ ت پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہوکر

بعض لوگوں نے اسے اپنی لاعلمی و ۰ دانی سے **''مُستویِ عرش تھا''** پڑھا اور پھر شرک وکفر ت اسے پہنچا د یـ۔ ا یـ ایسا ۰ زک مسئلہ ہے جس کی صحیح کیفیت کا اللہ ہی علیم وخبیر ہے۔ یہاں حضرت آسی نے اس شعر میں ''تھا'' نہیں، بلکہ ''ہے'' فرما یـ ہے۔ جس سے سارا اِعتراض، خود بخود، دور و کافور ہو جات ہے۔ خا ہِ رشیدیہ جون پور کے نویں سجادہ نشین، حضرت مولا ۰ سید شاہد علی، سبز پوش، فانی، گورکھ پوری (وصال ۱۳۷۱ھ) تلمیذ وخلیفہ وجانشینِ حضرت آسی، غازی پوری، اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

''حضرت (آسی) کا ا یـ مطلع ہے جس پ کم علم مولویوں نے کفر اور شرک کا فتویٰ دینے سے دریغ نہیں کیا۔ حضرت نے . . یہ غزل کہی تھی، میں ۰ مت میں حاضر تھا۔ مطلع ہے:

وہی جو مُستویِ عرش ہے ۰ ا ہو کر
اُ ت پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہوکر

. . یہ مطلع فرما یـ، تو میری طرف مخاطب ہو کر فرما یـ کہ:

میاں شاہد! جُہلا، اِس شعر پ اعتراض کریں گے، ،ان کے اعتراض کا جواب مصرعِ اول میں موجود ہے۔ **یعنی وہ اب بھی مُستوی علیٰ العُرش ہے۔''**

افسوس کہ اَ معترضین، حضرت شیخِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ کی **''فُصوص الحِکم''** وغیرہ دیکھے ہوتے تو اِس گستاخی کی . اُت نہ ہوتی۔ اَ مصرعۂ اولیٰ میں ''وہی جو مستوی عرش تھا ۰ ا ہوکر'' ہوت تو البتہ، ان کا اعتراض، ۰ اکے مجسَّم ہونے کا صحیح ہوت۔ **وہ تو اب بھی مستوی علیٰ العُرش ہے۔ مدینے میں ا ت ۰ ، . عتبار ۰ ولِ صفات کے ہے۔ جیسے آفتاب، آ ئ ۰ میں ا ت ہے۔** ـَ

(ص ۱۰۴۔ **حضرت آسی: احوال وکوائف**۔ بقلم حضرت فانی، گورکھ پوری۔ مشمولہ: **عینُ المعارف**

(دیوانِ آسی) مطبوعہ: شاہ عبدالعلیم، آسی فاؤنڈیشن، نئی دہلی۔ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ/جنوری ۲۰۱۷ء)

ربودگی وسپردگی، جذب وکشش اور عالمِ وجد میں حضرت آسی، غازی پوری نے یوں بھی عرض کیا ہے کہ:

خاکِ پا آنکھوں میں عاشق ہیں لگانے والے
دل میں آجا ارے او عرش کے جانے والے
تیری الفت میں سناتے ہیں سنانے والے
جان سے جائے گا او دل کے لگانے والے
کوئی قاتل سے کہیں، پھرتے ہیں جانے والے
وہی جاتے ہیں جو ہیں سر کے کٹانے والے
اِس طرف آ ارے او ناز سے جانے والے
ہم ہیں قدموں کے تلے آنکھیں بچھانے والے
صورتِ نقشِ قدم بیٹھے ہیں کوچے میں ترے
دیکھیں کس طرح اٹھاتے ہیں اٹھانے والے
دردِ دل میں سببِ رحمتِ حق ہوتا ہے
تیرے قربان ہم او دل کے ستانے والے
ابھی تعلیم نہ دے ترکِ محبت کی مجھے
دل لگا لے کہیں او میرے سکھانے والے
قبر پر بیٹھ کے روؤگے نہ پاؤگے جواب
پھر کے آنے کے نہیں، جان سے جانے والے
دل مرا توڑ کے بے درد کہاں جاتا ہے
ڈر خدا سے ارے او کعبہ کے ڈھانے والے
جیتے جی کون ترے در سے اٹھا سکتا ہے

بس اٹھا گے جنازے کے اٹھانے والے
حشر میں بیٹھیں گے زیِ قدمِ پکِ نبی
بے ٹھکانے کہیں ہوتے ہیں ٹھکانے والے
اب کہیں آسیِ ٔلاں ہے نہ قیس و فرہاد
کیا ہوئے کنگرۂ عرش ہلانے والے

حضرت عبدالرحمٰن، جامی کی مقبولِ ٖرگاہ ''دِلَم ؔ زہ شداز وصالِ محمد'' پ
حضرت آسی، غازی پوری نے جوایِ تضمین لکھی ہے
وہ بھی ''ازدل خیزد. دل ریزؔ'' کی ایِ زٔ ہؔو بندہ مثال ہے:

محالِ ٔ د ہے مثالِ محمد سرِ عرش ؔ پئمالِ محمد
یہ پھیلا ہے نورِ کمالِ محمد جہاں روشن ؔ از کمالِ محمد
دِلَم ؔ زہ شد از وصالِ محمد

عبث، دردِ عصیاں سے تو کیوں کراہے شفا اس مرض سے اَ اپنی چاہے
تو لازم ہے ذکرِ نبی میں نِباہے ٗخوشا منزل و مسجد و خا ہے
کہ دروَے بُوَد قیل و قالِ محمد

وہی نور ہے اصلِ اَرکانِ عالَم انھیں نے ٖڈھائی ہے ٖ شانِ عالَم
وہی جسمِ اطہر ہوا جانِ عالَم ٗ. وئے زمیں گشت سلطانِ عالَم
کسے کو بُوَد پئمالِ محمد

کوئی عیشِ د کی حسرت نکالے کسی کو پڑیں ٖرغِ ٖٔؔ کے لالے
کوئی شمع رویوں ہی سے لَو لگائے ٗبُوَد در جہاں ہر کسے را خیالے
مَرا از ہمہ خوش خیالِ محمد

ہے فخرِ جہاں آسی ان کی غلامی اسی میں کمالات کی ہے تمامی
نہیں رہتی ہے پختہ کاروں میں خامی ٗبصدق و صفائے چناں گشت جامی
غلامِ غلامانِ آلِ محمد

عشقِ حقیقی کی ۔ ثیراوراس کی لذت کاذکر کرتے ہوئے حضرت آسی، یوں عرض کرتے ہیں:

پھر حسرتِ پیکانِ نِگہ اے دلِ ۰ داں
اب ۔ تو ٹپکتا ہے لہو دیۂ ۔ سے
ظاہر میں تو کچھ چوٹ نہیں کھائی ہے ایسی
کیوں ہاتھ اٹھای نہیں جا۔ ہے جگر سے؟

فرصت کہاں رۂ رخسارِ ی ر سے
دل، فصلِ گل میں رغبتِ گل زار کیوں کرے؟

یہاں اِس د کی طلب وتمنا آپ کی بس یہی کہ۔

نکل جائے دَم اس کی الفت میں آسی
سِوا اس کے اب کچھ تمنا نہیں ہے

عجب حسرت سے آسی کہہ رہا تھا کل مدینے میں
شفا ۔ ہوگی پہلے حشر میں ی مصطفیٰ کس کی؟

دوشِ صبا پہ ۔ حیات آپ اپنا یہ پیامِ شوق پہنچاتے رہے کہ

اے پ ئے ہوش میں آ کوئے نبی ہے
آنکھوں سے بھی چلنا تو یہاں بے ادبی ہے

میدانِ حشر میں آپ کی اپنی آرزو، صرف یہ ہے کہ:

مجھ کو ہنگامۂ محشر سے غرض
بس تمنا ۔ ے دی ار کی ہے

اور ہِ رِعصیاں سے خَجِل ہوکر جہاں آپ یہ فری د کرتے ہیں کہ:

حشر میں منھ پھیر کر کہنا کسی کا ہائے ہائے
آسیِ گستاخ کا ہر جرم ۰ بخشیدہ ہے

وہیں، اس قلندرانہ شانِ غلامی کے اظہار کی تڑپ بھی دل میں موج زن ہے کہ:

وہاں بھی یہی ہ مارا کروں

محمد محمد پکارا کروں

اس خمار و سرمستی کی آ ی بات یہ ہے کہ اس کا ا م بخیر ہو۔

کسی حال میں قدم، جادۂ مستقیم سے ٹ نہ پ ئے۔ پ ؤں، راہِ شریعت میں لغزش نہ کھائے۔

اور ایمان و اسلام پ حسنِ خاتمہ ہو۔

یہی معراجِ مومن، یہی کمالِ بندگی اور یہی مزاجِ عشقِ صادق ہے کہ:

وہ رضائے محبوب و مطلوب کے دا ے میں رہے۔ اور بس ۔

عاشقی میں ہے محوی در کار

راحتِ وصل و رنجِ فرقت کیا؟

نہ ے اس نگاہ سے کوئی

اور افتاد کیا مصیبت کیا؟

حضرت آسی نے یہ درس بھی دی ہے کہ طلبِ صادق اور جہدِ مسلسل، ضروری ہے۔

آ گے، ا کی جو مشیت اور اس کی مرضی ہوگی، اس کے مطابق، کچھ ہوگا۔

لیکن، ا ن کی اپنی کوشش اور اپنی سعی و وجہد میں غفلت و کو ہی نہیں ہونی چاہیے۔

بہر صورت، طلب، لازم ہے آبِ ز گانی کی

ا پ خضر تم ہو، نہ پ تو سکندر ہو

اردو کے مشہور اد و قد و محقق، مجنوں گورکھ پوری نے حضرت آسی کی شاعری پ تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ا طویل تحقیقی مقالے میں لکھا ہے کہ:

”ا محض فنّی نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو بھی آسی کو ا قادر الکلام شاعر ماننا پ تا ہے۔

اسلوب اور ز ن میں بھی ان کا ا مرتبہ ہے۔

ا وہ ا و ثیر میں متقدمین سے آنکھیں مِلا تے ہیں

https://alislami.net

توز ن اور رعایت وتکلّفات میں متأ ین سے بھی، جو بھر، کم نہیں ہیں۔
اور پھر اس امتزاج کو انھوں نے کس قدر حسین اور دل فری بنا دیا ہے۔''
اس سے پہلے، وہ اپنے اِسی مقالے میں لکھ چکے ہیں کہ:
''مشرق کے صوفی شاعروں میں صرف، دو ہستیاں ایسی آتی ہیں، جنھوں نے مجاز کی حقیقت اور قدُ ی کو، کماحقہٗ، تسلیم کیا ہے اور جن کے مسلک کو'مجاز ی' کہا جا سکتا ہے۔

ا تو حافظ (شیرازی) دوسرے آسی (غازی پوری)

(و مشمولہ''**عینُ المعارف**''(دیوانِ آسی) مطبوعہ: شاہ عبدالعلیم آسی فاؤ ، نئی دہلی)

اسی طرح، اردوز ن و ادب کے ا دوسرے معروف اد و قد و محقق
وفیسر شمس الرحمٰن فاروقی، آپ کی شاعری پ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:
''حضرت آسی، سکندر پوری (غازی پوری) کے کلام میں خواہ وہ غزل ہو، خواہ ر عی
اردوز ن کی سلا اور شگفتگی و جستگی کے وہی ا از آتے ہیں
جو ہمارے تمام ے شُعَرا کا خاصّہ ہیں۔''

(تا ات۔ مشمولہ: **عینُ المعارف** (دیوانِ آسی) مطبوعہ: شاہ عبدالعلیم آسی فاؤ ، نئی دہلی۔ ربیع الآ ۱۳۲۸ھ/جنوری ۲۰۱۷ء)

حضرت آسی، غازی پوری کی حیات وخیالات و مات کافی حد دۂ خفا میں ہیں۔
آپ جس طرح کام ہو چاہیے تھا اور آپ کا تعارف جس ا از سے ہو چاہیے تھا
اس کی طرف، خاطرخواہ توجہ نہیں دی جا سکی۔ یہی سلوک اس طرح کی دوسری بہت سی عظیم اور می امی شخصیات کے ساتھ بھی اِس دشِ روزگار نے کیا ہے۔

ار بِ خا ہ اور اصحاب درس گاہ، دونوں کو اس جا توجہ دینی چاہیے۔
اور تلافیِ مافات کی منا ومکن کوشش کرنی چاہیے۔

اہلِ قلم کی خصوصی ذمہ داری ہے کہ وہ ریخ کے ایسے گہر روں کو ماضی کے صفحات سے ڈھو ڈھو کر نکالیں، کہ حال کے نگارخانوں میں انھیں سجا کر
ان کی آب و ب سے اپنے مستقبل کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا جا سکے۔

https://alislami.net

اس کے لئے اپنے دل ودماغ اورلوح وقلم کوحر ت میں لانے کی ضرورت ہے۔

وہی قلم،جس کی عظمت اوراس کے وقاروزن کے بارے میں حضرت آسی نے فرمایا ہے کہ:

ہے کلکِ گہر بار سے شاب ت دَمِ تحریر

جو شاخ ہے جھک جاتی ہے وہ بارِ ثمر سے

○○○

وہاں پہنچ کے یہ کہنا صبا سلام کے بعد — کہ تیرے ن م کی رَٹ ہے خ اکے ن م کے بعد

شبِ وصال بیانِ غمِ ب ائی کیا؟ — فضول ہے گِلۂ زخم اِلتیام کے بعد

وہاں بھی وعدۂ دی ار اِس طرح ٹ لا — کہ خاص لوگ طلب ہوں گے بارِعام کے بعد

طلب تمام ہو مطلوب کی ا َ حد ہو — لگا ہوا ہے یہاں کوچ ہر مقام کے بعد

وہ خط وہ چہرہ وہ زلفِ سیاہ تو دیکھو — کہ شام صبح کے بعد آئی،صبح شام کے بعد

پیام بَر کو روانہ کیا تو رَشک آ ی — نہ ہم کلام ہواُس سے مرے کلام کے بعد

ابھی تو دیکھتے ہیں ظرف، ب دہ خواروں کا — سُبو وخُم کی بھی ٹھہرے گی،دَورِ جام کے بعد

اِلٰہی! آسیِ بے ت ب کس سے چھوٹ ہے — کہ خط میں روزِ قیامت لکھا ہے ن م کے بعد

استاذِ َ امی،حافظِ مِلّت،مولا ن الشّاہ عبدالعزی ز،مرادآ ب دی،سابق شیخ الحدی ث دارالعلوم اشرفیہ،مصباح العلوم مبارک پور ضلع اعظم َ ڑھ(ات پ دیش،ان ڈ ی)واستاذِ َ امی،حضرت مولا ن حافظ عبدالروٴ ف،بلیاوی،سابق ن ٴ ب شیخ الحدی ث دارالعلوم اشرفیہ،مبارک پور،واستاذِ َ امی حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی،سابق مفتیِ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور کے ارشدِ تلامذہ اور دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم،مبارک پور کے عُلما وفُضلاے موجودین میں ای نہای ت ممتاز اور ی ں ن م،حضرت مفتی عبیدالرحمٰن،مصباحی پورنوری کا ہے،جواِس وقت خا ہِ رشیدیہ،جون پور کے سجادہ نشین ہیں،اورآپ کے اعلیٰ اور پ کیزہ علمی وروحانی ذوق وسَعی واہتمام کے نتیجے میں رفتہ رفتہ جہاں،رشیدی وعلیمی فیضان کادا ٴ ہ،وسیع سے وسیع ت ہورہا ہے

وہیں رشیدی وعلیمی دفائن وخ ائن بھی منظرِ عام پ آرہے ہیں۔

ربِّ کائنات،اِس سلسلۂ خیرو ب ت کو،اسی طرح،جاری اور ب قی رکھےاوراس کی ب ت و

سعادت میں ش . وروزاضافہ فرمائے۔

آمِین آمِین ! بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِینِ الْکَرِیم۔ عَلَیْہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَفْضَلُ الصَّلوٰۃِ وَ التَّسْلِیْم۔

○○○

یٰسٓ اختر مصباحی
دارالقلم، ذاکرنگر، نئی دہلی
فون:-9560848408
9350902937
ای میل:misbahi786.mk@gmail.com

مؤرخہ
۱۶؍محرم الحرام ۱۴۴۱ھ
۱۶؍ستمبر ۲۰۱۹ء
. وز، دوشنبہ